بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون نمبر ۴۹ - رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

روزنامہ

الفضل ربوہ

یوم پنجشنبہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۵/۲۰	۱۹ ہجرت ۱۳۴۵ھ ش ۲۷ محرم ۱۳۸۶ھ ۱۹ مئی ۱۹۶۶ء	نمبر ۱۱۵

فضل عمر فاؤنڈیشن

ہماری موجودہ نسل کے نوجوان آگے بڑھیں

(از قلم محترم پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب پرنسپل تعلیم الاسلام کالج)

سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وادخلہ فی اعلیٰ علیین ایسی عظیم ہستی کی عظمت و شوکت اور حضورؓ کے حسن و احسان کا کچھ انہی لوگوں کو صحیح علم و احساس ہے جنہوں نے حضور رضی اللہ عنہ کے ساتھ کام کیا ہے یا حضورؓ کو کام کرتے دیکھا ہے۔ حضور رضی اللہ عنہ کو فقط ایک ہی دھن تھی یہ کہ اسلام کو دنیا میں غالب کیا جائے اور اقوام عالم کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ کر کے انہیں اسلام کے رنگ میں رنگین کرنے کے لئے مسلسل جدوجہد کی جائے۔ انہی عظیم مقاصد کے حصول کے لئے حضور رضی اللہ عنہ محدود وسائل کے باوصف محض خدا تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے بیرونی ممالک میں مشن کے بعد مشن قائم کرتے اور مسجد کے بعد مسجد تعمیر کرتے چلے گئے۔ اس طرح حضورؓ نے دنیا کے بیشتر ممالک میں اسلامی مراکز قائم کر دیئے جہاں سے تبلیغ اسلام کا کام خدا کے فضل سے جاری ہے اور ان ممالک کے باشندوں کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ کیا جا رہا ہے۔

دوسری طرف حضورؓ نے تفسیر کبیر کی متعدد ضخیم جلدوں، خطبات جمعہ اور جلسہ سالانہ اور دیگر مواقع کی تقاریر میں علم و عرفان کے دریا بہائے اور اس طرح کل ادیان پر اسلام کی فضیلت ثابت کر دی فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ یہ وہ عظیم مقاصد تھے جو حضور رضی اللہ عنہ کو عمر بھر محبوب رہے۔ اور جن کے حصول کے لئے حضورؓ نے اپنی زندگی کا ہر لمحہ اور خون کا آخری قطرہ تک وقف رکھا حضورؓ نے نہ دن کو چین لیا اور نہ رات کو آرام کیا بلکہ تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے دن رات ایک کر دیئے۔ اس کے علاوہ جماعت کی تربیت و تنظیم کے لئے بھی حضورؓ نے ان تھک کوششیں کیں۔ اور تربیت کے ساتھ ساتھ بے پایاں شفقت و محبت، ہر ایک کے دکھ درد میں شرکت ہر ایک کی امداد اور راہ نمائی اور پھر ہر ایک کے لئے درد بھری دعائیں جماعت پر ایسے عظیم احسانات ہیں جن کا بدلہ نہیں دیا جا سکتا جماعت کے نوجوان ماشاء اللہ اخلاص کے پُتلے ہیں، دین سے انہیں شدید محبت ہے اور خدمت دین کے لئے ان کے دل میں شدید تڑپ۔ مگر اس کے ساتھ ہی انہیں اس امر کا شدید احساس ہے کہ انہوں نے خود اپنی آنکھوں سے حضور رضی اللہ عنہ کو کام کرتے ہوئے نہیں دیکھا اور اس طرح صحیح معنی میں حضورؓ کی عظمت و شوکت کی قدر نہ پہچان سکے۔ الا ماشاء اللہ۔ اس لئے ان کے دل میں یہ تڑپ ہے کہ حضور رضی اللہ عنہ سے اظہار عقیدت و اخلاص کے طور پر اور تلافی مافات کے لئے اپنے بزرگوں سے زیادہ قربانی پیش کریں۔ یہی وہ جذبہ ہے جس کے تحت جماعت کے نوجوان خدا کے فضل سے جماعت کی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔ اور خدمت دین کے سلسلہ میں اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔

فضل عمر فاؤنڈیشن حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز واطال اللہ عمرہ ومتعنا بطول حیاتہ کی اس دورِ خلافت میں پہلی مالی تحریک ہے جس سے غرض یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو جو کام مرغوب و محبوب تھے انہیں جاری رکھا جائے کہ یہ حضورؓ کے احسانات کا ادنیٰ ترین بدلہ ہوگا اور تلافی مافات کا بہترین ذریعہ ہیں جماعت کے مخلص اور سلسلہ کے لئے قربانی کرنے والے برسر روزگار نوجوانوں کو پُر زور

(باقی صـ ۸ پر)

اخبار احمدیہ

○ ربوہ ۱۸ مئی۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ پہلے کی نسبت بفضلہ تعالیٰ افاقہ ہے۔ البتہ گلے پر ابھی تک اثر ہے۔ احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے حضور کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین اللّٰھم آمین

۔ یہ خبر جماعت میں خوشی اور مسرت کے ساتھ سنی جائے گی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مورخہ ۱۶ مئی ۱۹۶۶ء بروز دوشنبہ مکرم حامد احمد خان صاحب ابن محترم جناب نواب زادہ محمد احمد خان صاحب کو دوسرا فرزند عطا فرمایا ہے نومولود حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کا پڑپوتا اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پڑنواسہ ہے۔

ادارہ الفضل ولادت باسعادت کی اس مبارک تقریب پر حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی، حضرت سیدہ ام مظفر احمد صاحبہ مدظلہا العالی محترم جناب نواب زادہ محمد احمد خان صاحب نیز خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خاندان حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ کے جملہ دیگر افراد کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتا ہے۔ اور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو اپنے فضل و کرم سے صحت و عافیت کے ساتھ عمر دراز عطا کرے۔ اور دینی و دنیوی نعمتوں سے مالا مال فرمائے آمین اللّٰھم آمین

جملہ احباب جماعت بھی نومولود کے نیک خادم دین اور بلند اقبال ہونے کے لئے دعا کریں۔

○ لائل پور ۱۸ مئی۔ محترم جناب شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع لائل پور کی صحت کے متعلق اطلاع موصول ہوئی ہے کہ آپ کو پہلے کی نسبت بڑی حد تک افاقہ ہے۔ احباب آپ کی صحت کاملہ وعاجلہ کے لئے توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

○ لاہور (بذریعہ ڈاک) مکرم جناب چوہدری اسد اللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کو اب گھبراہٹ اور بے چینی تو نہیں لیکن کمزوری بہت ہے۔ ایک نئی دوائی شروع کی ہے اللہ تعالیٰ اسے فائدہ مند ثابت فرمائے احباب کرام سے مکرم چوہدری صاحب کی شفاء کاملہ وعاجلہ اور صحت والی اور کام کرنے والی لمبی زندگی کے لئے دعا کی درخواست ہے

○ مجلس مقامی خدام الاحمدیہ کے زیر انتظام اگلی تربیتی کلاس ۹/۶۶ تا ۱۹/۶۶ (؟) مسجد محمود میں منعقد ہو رہی ہے۔ میٹرک کا امتحان دینے والے خدام کی شمولیت لازمی ہے۔ دیگر خدام بھی شریک ہو سکتے ہیں (ناظم ...)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۱۹ مئی ۱۹۶۶ء

تلاش حق

(۲)

اسلام کے صحیح فہم سے ابھی تک دنیا کتنی دور ہے۔ اس کا اندازہ ڈاکٹر پریم ناتھ کے ایک مقالہ "عقلیت کا مفہوم" سے ہو سکتا ہے جو ماہنامہ "نگار" کراچی مارچ اپریل ۱۹۶۶ء کے شمارہ میں شائع ہوا ہے۔ اس مقالہ میں دراصل اس مغالطہ کا اعادہ کیا گیا ہے۔ جو غیر اسلامی ادیان کے تصورات سے معرکۂ مذہب و سائنس کی صورت میں یورپ اور اس کے فلسفہ عقلیت سے متاثر طبقہ میں رونما ہو چکا ہے۔ چنانچہ اس کا پتہ ڈاکٹر صاحب کے حسب ذیل قول سے لگتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

"مندرجہ بالا بیان سے واضح ہو گیا ہو گا کہ عقلیت مذہب کے خلاف ہے کیونکہ مذہب میں عقل کو دخل نہیں۔ عقلیت ہر اس خیال اور رسم ورواج کی مخالف ہے اور جو معقولیت سے خالی ہے اور انسانیت کے حق میں نقصان دہ ہے۔ مگر پھر بھی محض مذہبی احکام کے زیر اثر یا ان کی قدامت کے باعث مانا جاتا ہو۔ مثال کے طور پر اہل ہنود کے ذات پات کے مذہبی سماجی نظام کو لیں۔ ان کا اعتقاد ہے کہ انسان پیدائش ہی سے اچھا یا برا اعلیٰ یا ادنےٰ ہوتا ہے۔ بڑی ذاتیں ہیں برہمن کھشتری۔ ویش اور شودر۔ برہمن سب سے اعلےٰ سمجھے جاتے ہیں۔ ان کی تعظیم اور پیروی دیگر سب ذاتوں پر فرض ہے۔ اس نظام میں شودر کا درجہ سب سے نیچا ہے۔ اس کی قسمت میں اونچی ذات والوں کی خدمت کرنا ہی لکھا ہے۔ وہ اپنی حالت کو بہتر نہیں بنا سکتا۔ اونچی ذات والوں سے ہمسری کی خواہش تک اس کے حق میں موت کا پیغام ہو سکتی ہے۔ اسی ذات پات کے بندھن کے باعث کروڑوں انسان جہالت غربت اور ذلت کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں۔ یہ انسانیت سوز اور آمرانہ سماجی نظام مذہب کی سرپرستی میں قائم کیا گیا تھا۔ مذہب نے کہا ابتدا میں برہمن۔ برہما کے منہ سے نکلے۔ کھشتری بازوؤں سے۔ ویش پیٹ میں سے شودر پاؤں سے پیدا ہوئے۔ چنانچہ اسی تناسب سے برہمن سب سے اونچے اور شودر سب سے نیچے سمجھے گئے۔ اس غلامانہ نظام کو قائم رکھنے کے لئے دو اعتقاد گھڑے گئے ایک مسئلہ آواگون اور دوسرا کرم کا قانون۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ ہر جاندار مرنے کے بعد دوبارہ پیدا ہوتا ہے۔ نیز ہر شخص کی موجودہ حالت اور ذات اس کے پچھلے اعمال پر منحصر ہے۔ یعنی اگر اس نے پچھلی زندگی میں ہندو مذہب کے مطابق نیک اعمال کئے ہیں تو وہ اس زندگی میں برہمن یا دوسری اونچی ذاتوں میں پیدا ہوگا۔ اور اگر بُرے اعمال کئے تو شودر بنے گا۔ صدیوں پہلے فاتح آریوں ہی نے ذات پات کے نظام کو ہندوستان کے مفتوح باشندوں پر لادا تھا۔ اور ان میں سے اکثر کو نیچ ذات یا شودر قرار دیا تا کہ وہ بدیسی حاکموں کی خدمت کرتے رہیں۔" (نگار مارچ اپریل ۱۹۶۶ء)

جہاں تک ہندومت کا تعلق ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا کہنا درست ہے کہ موجودہ ہندوؤں نے غیر معقول طور پر وہ عقائد اپنا لئے ہوئے ہیں۔ جن کا نتیجہ یہ ہے کہ انسانوں کو چار طبقوں میں تقسیم کر دیا گیا ہوا ہے۔ یہ ہندومت کا ہی حال نہیں ہے بلکہ آج کل سوائے اسلام کے تمام متداول ادیان کا یہی حال ہے۔ کہ وہ محض رسوم ورواجات کا پلندہ بن کر رہ گئے ہوئے ہیں۔ ہمارا یقین ہے کہ یہ مذاہب اپنی ابتدا میں ایسے نہیں تھے۔ بلکہ ڈاکٹر صاحب کے خیال کے خلاف لوگوں نے ان ادیان میں اپنے عقلی ڈھکوسلے داخل کر کے حقیقی مذہب کو مسخ کر دیا ہوا ہے۔ اس طرح بات اصل میں یہ ہے۔ کہ کسی مذہب میں حقیقی طور پر انسانوں کو طبقات میں تقسیم نہیں کیا گیا۔ بلکہ انسانوں نے عقلیت کی پیروی کر کے اور اپنا خام فلسفہ ان میں ٹھونس کر مذہب کو مسخ کر دیا ہوا ہے۔

اصل مذہب کیا ہے۔ اسلام نے قرآن کریم کے آغاز ہی میں اس کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

ذالك الكتاب لاريب فيه هدى للمتقين الذين يومنون بالغيب ويقيمون الصلوٰة ومما رزقناهم ينفقون والذين يومنون بما انزل اليك وما انزل من قبلك وبالاخرة هم يوقنون۔ اولئك على هدى من ربهم واولئك هم المفلحون

یعنی یقیناً قرآن مجید ان متقیوں کی ہدایت کے لئے ہے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا کیا ہے اس کو فی سبیل اللہ خرچ کرتے ہیں۔ اور اس پر ایمان لاتے ہیں جو ہم نے تجھ پر اتارا ہے۔ اور جو ہم نے تجھ سے پہلے اتارا ہے۔ اور جو آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں۔ اور وہی لوگ فلاح یافتہ ہیں۔

یہاں متقی کے معنی وہ لوگ ہیں جو ہدایت حاصل کرنے کے لئے خواہش رکھتے ہیں۔ اور اس کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کریم ان لوگوں کے لئے ہدایت پیش کرتا ہے۔ جو اللہ تعالےٰ پر اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور آخرت پر یعنی اس بات پر یقین رکھتے ہیں۔ کہ ان کے اعمال کی جزا سزا ان کو ملے گی۔

ہم یقین رکھتے ہیں کہ تمام ادیان کی حقیقی بنیاد انہی باتوں پر شروع میں رکھی گئی ہے۔ چنانچہ آپ کسی مذہب کو لے لیں۔ کسی نہ کسی رنگ میں اس حقیقت کا اظہار ان میں آپ پائیں گے۔ الغرض یہ سیدھی اور سادہ حقیقت ہے جس پر تمام مذاہب کی بنیاد ہے۔ مگر سوائے اسلام کے دوسرے ادیان میں یہ حقیقت ان دبیز پردوں میں چھپ گئی ہے۔ جو عقلمندوں نے وقتاً فوقتاً ان پر ڈالے ہیں۔ اس لئے ان غلط باتوں کو جو عقلمندوں نے خالص دین میں داخل کر دی ہیں۔ لیکن مذہب کو عقلیت اور سائنس کا حریف بنانا ہی سرے سے غلط ہے اور بنائے فاسد علی الفاسد کا حکم رکھتا ہے۔

ایسا مذہب جو اپنی اصل پر قائم ہو۔ اور جس کا ذکر ہم نے قرآن کریم کی آیات میں پیش کر کے کیا ہے۔ ہرگز عقلیت اور سائنس کی ضد نہیں ہو سکتا خاص کر جبکہ قرآن کریم نے قیام الصلوٰۃ اور انفاق کا بھی ساتھ ہی ذکر کر دیا ہے۔ اس کے متعلق ہم بعد میں لکھیں گے۔ اس وقت جو چیز ہم واضح کرنا چاہتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ ایمان بالغیب۔ ایمان بالرسالت اور ایمان بالآخرۃ میں کوئی ایسی چیز نہیں جو عقل اور سائنس کے خلاف ہے۔ سائنس اور عقل کے حدود مقرر ہیں۔ سائنس صرف ان باتوں کو تجربہ اور مشاہدہ سے پرکھ سکتی ہے۔ جو حواس خمسہ سے محسوس ہو سکتی ہیں۔ جو باتیں حواس خمسہ سے محسوس نہیں ہو سکتیں اس کو ہم عقل اور سائنس اور موجودہ مادی فلسفہ کے مقابل میں نہیں رکھ سکتے۔ اس لئے یہ کہنا سراسر غلط ہے کہ عقلیت مذہب کے خلاف ہے۔ ڈاکٹر پریم ناتھ کو یہ مغالطہ ان مذاہب کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ جو اپنی ابتدائی صورت پر قائم نہیں ہے اور عقلمندوں کی ایجاد کردہ رسوم ورواجات کا ملغوبہ بن کر رہ گئے ہیں۔

اس کا ثبوت اسی مثال سے ملتا ہے جو خود ڈاکٹر صاحب نے ہندومت کے متعلق دی ہے۔ چنانچہ ورن آشرم قطعاً کسی مذہب کی بناء پر نہیں بلکہ سیاست اور غلط تصور معاشرہ کی بناء پر وجود میں آیا ہے۔ اس کے لئے دلیل یہ ہے کہ ہندوستان میں جتنے مذہبی ریفارمر ہوئے ہیں۔ سب کے سب ورن آشرم کی مخالفت کرتے رہے ہیں۔ مہاتما گوتم بدھ سے کر سوامی دیانند تک آپ ان مصلحین کی تعلیمات پر غور کریں۔ تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ سب لوگ انسانی شرف اور انسانی مساوات کا نظریہ ہی پیش کرتے رہے ہیں۔ ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ اگرچہ سوامی دیانند الہٰی مصلح نہیں تھے۔ اور نہ ان کو کوئی ایسا دعوےٰ تھا مگر انہوں نے بھی گو ڈرڈر کر ہی سہی ورن آشرم کی مذمت ہی کی ہے۔ اور اس کی ایسی توجیہہ کی ہے جس سے خود بخود معلوم ہو جاتا ہے کہ ورن آشرم انسانوں کی عقل اور مصلحت کا نتیجہ ہے نہ کہ اس کو کوئی مذہبی سہارا حاصل ہے۔

الغرض اللہ تعالےٰ کے وجود پر ایمان لانا جسکو اسلام نے ایمان بالغیب کے نام سے موسوم کیا ہے۔ ہرگز ان علوم کے مخالف نہیں ہو سکتا جن کی بنیاد ہی مادی تجربہ اور مشاہدہ پر ہے

(باقی)

اصلاحِ اعمال

محاسبۂ نفس کی اہمیت

[redacted]

انسان جب تک اپنی شکل آئینہ میں نہیں دیکھتا یا اسے کوئی واقف حال بتاتا نہیں ہے اس وقت تک اسے اپنے چہرے کے حسن و قبح کا علم نہیں ہو سکتا۔ یہی حال اعمال کا ہے جب تک انسان محاسبہ نفس کے آئینہ میں اپنے اعمال کا جائزہ نہ لے اسے یہ احساس نہیں ہو سکتا کہ وہ جو کچھ کر رہا ہے وہ فعل نفس الامر میں اچھا ہے یا بُرا ہے یا اس کے نتائج اس کے حق میں اچھے نکلیں گے یا بُرے نکلیں گے۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم ایک فعل اس خیال سے کرتے چلے جاتے ہیں کہ ہمارے خیال میں وہ اچھا فعل ہے لیکن باوجود اس کے اس کے نتائج توقع کے مطابق نہیں نکلتے۔ لیکن جب ہم اس فعل کے حُسن و قبح کا محاسبہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یا تو وہ فعل اچھا نہیں تھا۔ یا وہ مناسب حال نہیں تھا۔ اس لئے طبعی طور پر ایسے فعل کے نتائج توقع کے خلاف نکلتے ہیں۔

کبھی ہم ایک بُرے فعل کی خود ہی ذہنی تعریف کر لیتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں کہ جو فعل ہم کر رہے ہیں وہ اس تعریف کے ماتحت نہیں آتا اس لئے ہم اس بات پر مطمئن ہو جاتے ہیں کہ ہم صحیح راستہ پر گامزن ہیں اس لئے ہم منزلِ مقصود تک پہنچ جائیں گے لیکن جب ہم اچانک اپنے آپ کو خاردار جنگلوں میں بھٹکتا ہوا پاتے ہیں تو اس وقت ہمیں یہ احساس ہوتا ہے کہ ہم تو فریب ذہنی میں مبتلا تھے۔ ہم نے خود ہی ایک غلط تعریف کر کے غلط راستہ اختیار کر لیا تھا جس کے نتائج ہمیں بھگتنا پڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے چونکہ ہمیں ایسے راستے بتا دئے ہیں جن پر چل کر ہم منزلِ مقصود تک پہنچ سکتے ہیں یا ایسے راہنما بتا دئے ہیں جن کے اسوہ حسنہ کو اختیار کر کے ہم مقصود حقیقی کو پا سکتے ہیں اس لئے اگر ہم ان بتائے ہوئے وسائل سے فائدہ نہیں اٹھاتے تو یقینی طور پر قابلِ مواخذہ قرار پاتے ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ہم ان وسائل سے پورا پورا فائدہ حاصل کریں۔

محاسبہ نفس

محاسبہ نفس ایک ایسا وسیلہ ہے جو ہر انسان کو میسر ہے اور اس کے حصول کے لئے اسے کوئی تردد نہیں کرنا پڑتا۔ اس کی اہمیت بھی خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرما دی ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:-

یوم یبعثھم اللّٰہ جمیعا
فینبئھم بما عملوا
احصاہ اللّٰہ ونسوہ
واللّٰہ علٰی کلّ شیٔ
شھید۔

یعنی اس دن کو یاد کرو کہ جس دن اللہ تعالیٰ ان سب کو مبعوث کرے گا اور ان کے اعمال کی انہیں خبر دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو گن رکھا ہے لیکن یہ لوگ جن کا فرض تھا کہ ان کو یاد رکھتے یہ ان کو بھول گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر ایک بات پر نگران ہے"۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ وہ انسان جسے حساب دینا ہے اس کے لئے یہ ضروری تھا کہ وہ اپنے اعمال کا محاسبہ کرتا رہتا لیکن وہ بھول گیا اللہ تعالیٰ اس کو گنتا رہا۔ اور قیامت کے روز وہ اس کے سامنے اس کا اعمال نامہ پیش کرے گا جس کا وہ انکار نہ کر سکے گا۔

قرآن مجید کے علاوہ حدیث شریف میں بھی اس کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی گئی ہے۔ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

الکیّسُ من دان نفسہٗ
وعمل لما بعد الموت
والعاجز من اتبع نفسہٗ
ھواھا۔ وتمنّٰی علی اللّٰہ
الامانی"۔ (ترمذی)

کہ سمجھدار آدمی وہ ہے جو کہ اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے اور مرنے کے بعد کے لئے اعمال صالحہ کرے اور عاجز یعنی بیوقوف وہ ہے جو کہ اپنے نفس کو خواہشات اور آرزوؤں کے تابع کر دے اور اللہ تعالیٰ سے غلط امیدیں باندھے رکھے۔

اس حدیث میں جہاں اس امر کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ ہر عقلمند انسان کو چاہیئے کہ وہ محاسبہ نفس کرتا رہے وہاں یہ بھی تاکید فرمائی ہے کہ وہ غلط امیدیں باندھ کر اعمالِ حسنہ سے کنارہ کش نہ ہو جائے۔ اور نہ ہی نفسانی خواہشات کی پیروی ترک کئے بغیر اللہ تعالیٰ کے فضل کی امید رکھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فضل صرف اس شخص کو میسر آ سکتا ہے جو اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کرے اور اس کے حصول کی کوشش میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا ہے کہ

حاسبوا قبل ان تحاسبوا

کہ قبل اس کے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے تم خود اپنا محاسبہ کرو۔

اعمال کی اقسام

وہ اعمال جن کا محاسبہ کرنا ہمارے ذمہ واجب ہے ان میں سے بعض تو صفات ایجابیہ ہیں جن پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے زور دیا ہے اور یہی احمدیت کا طرہ امتیاز ہے۔ بعض صفات سلبیہ ہیں جن پر امام غزالی کے فلسفہ کی بنیاد ہے۔

صفات ایجابیہ وہ اعمال ہیں جنہیں اسلام نے اور اسلام کی اتباع میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خصوصیت سے اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اور صفاتِ سلبیہ وہ اعمال ہیں جن سے اجتناب کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

صفاتِ ایجابیہ میں مندرجہ ذیل اعمال خاص طور پر قابلِ توجہ ہیں:-

(۱) وہ نیکیاں جن کا اثر انسان کی اپنی ذات تک محدود رہتا ہے مثلاً بہادری۔ تواضع۔ رحمدلی۔ حیاء۔ جُرأت۔ غیرت۔ سادہ زندگی۔ میانہ روی۔ محنت۔ صدق وغیرہ۔

(۲) وہ نیکیاں جن کا تعلق دوسرے انسانوں سے ہوتا ہے۔ مثلاً عدل۔ احسان۔ سخاوت۔ رحم۔ دیانت۔ عہد کی پابندی۔ اخوت۔ رازداری۔ بڑوں کا ادب کرنا۔ حسن ظنی۔ محبت و شفقت وغیرہ۔

(۳) وہ نیکیاں جو قومی حیثیت کی ہیں۔

صدقہ وخیرات۔ مہمان نوازی۔ خدمتِ خلق۔ اطاعت حکام۔ قومی محبت۔ تجارت میں ایمان داری۔ وغیرہ۔

(۴) وہ نیکیاں جن کا تعلق خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ مثلاً

عبادت۔ محبتِ الٰہی۔ امید و رجاء۔ خوفِ خدا۔ توکل۔ تبلیغِ حق۔ شعائر اللہ کی حفاظت وغیرہ۔

صفاتِ سلبیہ کی بھی اسی طرح تقسیم کی جا سکتی ہے۔ مثلاً

(۱) وہ بدیاں جن کا اثر انسان کے اپنے نفس پر پڑتا ہے۔ جیسے تکبّر۔ کینہ۔ بزدلی۔ حسد۔ سستی۔ جہالت۔ حرص۔ نشہ وغیرہ۔

(۲) وہ بدیاں جو دوسری مخلوق سے تعلق رکھتی ہیں۔ جیسے

بے وفائی۔ گالیاں دینا۔ خیانت۔ افشاء راز۔ چغل خوری۔ ظلم۔ غیبت۔ بدظنی۔ قتل۔ ڈاکہ۔ چوری۔ رشوت۔ زنا۔ جھوٹا الزام لگانا وغیرہ۔

(۳) وہ بدیاں جو قومی حیثیت کی ہیں۔ جیسے

اشاعت فحش۔ غیر ذمہ داری۔ علی الاعلان شراب خوری کرنا۔ بغاوت۔ تجارت میں فریب کرنا۔ وغیرہ۔

(۴) وہ بدیاں جو خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتی ہیں۔ جیسے

عقائد حقّہ کا انکار۔ مثلاً خدا تعالیٰ کا انکار۔ ملائکہ کا انکار۔ رسولوں کا انکار۔ جنت و دوزخ کا انکار۔ تقدیر کا انکار۔ احکام شریعت کا انکار جیسے نماز نہ پڑھنا۔ روزہ نہ رکھنا۔ حج نہ کرنا۔ ورثہ کے احکام کی تعمیل نہ کرنا۔ وغیرہ۔

مندرجہ بالا تفصیل کے ماتحت جس قدر نیکیاں اور بدیاں بیان کی گئی ہیں ان کی تفصیلات اسی مختصر مضمون میں بیان کرنا ممکن نہیں ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک کے لئے الگ تفصیلی مضمون کی ضرورت ہے اگر خدا تعالیٰ نے توفیق عنایت فرمائی تو ان کے متعلق الگ تفصیلی نوٹس لکھنے کی کوشش کروں گا۔

طریقِ محاسبہ

مندرجہ بالا نیکیوں یا بدیوں کے متعلق محاسبہ کی شدید ضرورت ہے اور یہ محاسبہ کئی رنگوں میں کیا جا سکتا ہے مثلاً جب انسان کوئی کام کرنے لگتا ہے تو اپنے آپ سے سوال کرے کہ وہ یہ کام کس غرض سے کرنے لگا ہے۔ اور اس غرض کی وضاحت کے لئے وہ کئی قسم کے تنقیدی سوالات کر سکتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں اس پر خود بخود یہ عیاں ہو جائے گا کہ اس کے لئے یہ کام مفید ہے یا مضر ہے۔ اسے کرنا چاہیئے یا اس سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ مثلاً جب

کسی کے دل میں چوری کرنے کا خیال آئے تو وہ اپنے دل سے سوال کرے کہ وہ کیوں چوری کرنا چاہتا ہے اس کا دل جواب دے گا کہ مال حاصل کرنے کے لئے۔ پھر وہ سوال کرے کیا وہ مال کسی اور حلال طریقے سے حاصل نہیں کر سکتا اگر اس کا اپنا مال کوئی شخص چوری کر کے لے جائے تو وہ کیا محسوس کرے گا۔ اگر وہ پکڑا جائے گا تو اس کے نتیجہ میں اسے ذلت و رسوائی کے علاوہ حاصل کردہ مال بھی واپس کرنا پڑے گا اور مزید بہت سا مال خرچ کر کے بھی بسا اوقات وہ سزا سے بچ نہ سکے گا۔ اس قسم کے سوالات کے جواب جب ذہن میں آئیں گے تو اسے خود بخود ایک قسم کی ندامت سی محسوس ہونے لگے گی اور ارتکاب جرم کا جوش ٹھنڈا پڑنا شروع ہو جائے گا۔ ایسا محاسبہ بار بار کرنے سے انسان بہت سے جرائم کو بڑی آسانی کے ساتھ ترک کر سکتا ہے۔

کبھی انسان ایک جُرم کا ارتکاب اس احساس کے ساتھ کرتا ہے کہ وہ یہ سمجھنے لگتا ہے کہ اس کے ذریعہ سے وہ کچھ نیکیاں اور ثواب حاصل کرے گا۔ مثلاً وہ رشوت اس خیال سے لیتا ہے کہ وہ اس روپے سے مسجد بنائے گا یا چندہ دے گا۔ یہ احساس بھی چند سوالات کرنے سے خود بخود ختم ہو سکتا ہے اور انسان جس چیز کو پہلے نیکی خیال کرتا تھا وہ فعل اسے بدی معلوم ہونے لگتا ہے۔

محاسبہ کا دوسرا طریق یہ ہے کہ بعض دفعہ انسان ہر کام کے لئے فوری طور پر محاسبہ نہیں کر سکتا بلکہ بعض اوقات اسے اس کا خیال بھی نہیں آتا۔ تو اس کے لئے اسے چاہیئے کہ رات کو سوتے وقت وہ دن کے اعمال کا جائزہ لے اور سوچے کہ آج اس نے کتنے بے گناہوں کے ساتھ ظلم کیا۔ خدا تعالےٰ کے کن کن احکام کی خلاف ورزی کی۔ حقوق العباد میں سے کتنے ایسے کام تھے جن کے بجا لانے میں اس نے کوتاہی کی۔ اگر وہ ایسا ہی کرتا رہا تو اس کا کیا انجام ہو گا۔ اس کے نتیجہ میں اسے اسی ورلی زندگی میں کن مصائب کو برداشت کرنا ہو گا۔ اور آخروی زندگی میں اسے کس قسم کی وعید کا سامنا کرنا ہو گا۔ اگر وہ روزانہ ایسا نہیں کر سکتا تو ہفتہ وار ایسا محاسبہ کر سکتا ہے اس طرح مجموعی طور پر اس کی زندگی کے نشیب و فراز اس کی نظروں کے سامنے آ جائیں گے اس طرح وہ بہت جلد اپنے اندر ایک تغیر محسوس کرنے لگے گا۔ اور بعض مشکل سے مشکل عادات بھی ترک کرنا اس کے لئے مشکل کام نہ رہے گا۔

صوفیا نے اس عمل کو ایک قسم کی ریاضت قرار دیا ہے۔ اس ریاضت کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس طریق سے انسان نیکی اور بدی میں بڑی آسانی کے ساتھ تمیز کرنے لگتا ہے۔ نیک اعمال کے فوائد اور بد اعمال کے نقائص فوراً اس کے سامنے آ جاتے ہیں اور وہ بڑی آسانی کے ساتھ ایک اچھا عمل کر سکتا ہے اور بُرے عمل سے اجتناب کر سکتا ہے۔

اس کے بغیر نیکی اور بدی ہمیشہ اس کے لئے ایک معمہ بنی رہتی ہے اور وہ ہمیشہ اپنے آپ کو ایک گرداب میں پھنسا ہؤا محسوس کرتا ہے اور وہ کبھی یہ حتمی فیصلہ نہیں کر سکتا کہ وہ کام جو وہ کر رہا ہے وہ درحقیقت نیک ہے یا بد۔ کبھی وہ ایک کام کو نیک عمل سمجھ کر کرتا ہے لیکن اس کے نتائج اس کے لئے تباہ کن ثابت ہوتے ہیں۔ کبھی وہ ایک کام کو بُرا عمل سمجھ کر کرتا ہے لیکن اس کے لئے اس کے بہتر نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ رفتہ رفتہ اس کی نظر میں نیکی اور بدی کی تمیز اُٹھ جاتی ہے اور وہ مکمل طور پر انسان صورت شیطان بن جاتا ہے لیکن اسلام کی بتائی ہوئی مندرجہ بالا ریاضت کے نتیجہ میں تباہی کے گڑھے میں کھڑا ہؤا انسان امن اور عافیت سے ہمکنار ہو سکتا ہے۔ دوزخ کے کنارے پر پہنچا ہؤا انسان جنت الفردوس کا وارث بن سکتا ہے۔

اَور ہے تیرا جہاں اَور ہے میرا جہاں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے گزشتہ جلسہ سالانہ کے موقع پر فرمایا تھا کہ احمدی نوجوانوں کو مغربی تہذیب کے بد اثرات کا مقابلہ کرنا چاہیئے اور اسلامی اقدار اور شعائر کو اُس پر غالب کر دینا چاہیئے۔ مندرجہ ذیل اشعار اِسی جذبے سے متأثر ہو کر لکھے گئے ہیں:۔

نغمہ و رقصِ بتاں، نالہ و جذبِ نہاں
اَور ہے تیرا جہاں، اَور ہے میرا جہاں!

تیرے زمانے ہیں اَور، میرے زمانے ہیں اَور
تیرے لئے ماہ و سال، جذبِ جنوں جاوداں!

تیرے زمان و مکاں میرے لئے بے نمود
میرے لہو سے طلوع میرے زمان و مکاں!

تُو ہے طلبگارِ ساز، مَیں ہوں خریدارِ سوز
تجھ کو ہے عیشِ عیاں مجھ کو ہے کیفِ نہاں!

قافلۂ شوق کو کون یہ پیغام دے
حُسن ترا راہزن، عشق مرا راہ داں!

کِھل نہ سکی شوق کی تیرے نفس سے کلی
مجھ سے شگفتِ چمن مثلِ نسیمِ رواں!

تیری نظر پھُول ہے میری نگہ عندلیب
نغمہ ہے تیری زباں نالہ ہے میری زباں!

تیرے لئے بُوئے گُل میرے لئے ایک آہ
اَور ہے تیرا بیاں اَور ہے میرا بیاں!

تجھ کو جہاں مُستقر مجھ کو جہاں رہگزر
تیرے اِلٰہ این و آں! مجھ سے جُدا این و آں!

تُو ہے عناصر میں گُم مجھ میں عناصر ہیں گُم
عقل کا تُو ترجماں عشق کا مَیں ترجماں!

عِلم و ہنر حُسن و فن، تاجِ شہی تختِ جم
یہ بھی نمودِ گماں وہ بھی نمودِ گماں!

دامنِ گُل برگ برگ زیست کا انجام مرگ
تیرے جہاں میں فنا تیرے جہاں میں خزاں!

خطرۂ مرگ و خزاں میرے جہاں میں نہیں
عشق مرا جاوداں جذب مرا بیکراں!

تیرے لئے زیست کی آخری منزل ہے موت
میرے لئے موت ہیں زندگیٔ جاوداں!

عشق سراپا نظر، عقل سراسر خبر
مجھ کو سرورِ یقیں، تجھ کو خمارِ گماں!

دشت تجھے ہے غبار، دشت مجھے راہِ یار
تیرے لئے صد گماں میرے لئے صد نشاں!

تُو ہے اسیرِ زماں تُو ہے اسیرِ مکاں
تیرا وطن رُوم و شام میرا وطن دو جہاں!

تیری سیاست سے ہے نوعِ بشر لخت لخت
تیری فراست سے ہے نُورِ سحر بھی دھواں!

میرے لئے ایک ہے خوانِ فرنگ و حبش
مجھ کو ہے یکساں عزیز شرقی و غربی کی جاں

تُو بہ رہِ کائنات میرا سفر سوئے ذات
تُو بھی ہے اِک کارواں مَیں بھی ہوں اِک کارواں!

تجھ کو جہاں ہے عزیز مجھ کو جہاں آفریں
تیرا نشیمن زمیں میرا مقام آسماں!

تجھ کو نہیں ہے قرار مجھ کو نہیں ہے قرار
تو بھی ہے موجِ رواں مَیں بھی ہوں موجِ رواں!

سعیدہ احمد اعجاز

درخواستِ دعا

۱۔ خاکسار کی والدہ محترمہ ایک ماہ سے بیمار ہیں۔ دو تین دن سے تکلیف زیادہ ہے کمزوری بہت ہو گئی ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے خاص فضل و رحم سے خاکسار کی والدہ محترمہ کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور ہماری جملہ پریشانیوں کو دور فرمائے۔ آمین۔

(عبدالخالق اکاؤنٹنٹ الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ۔ ربوہ)

۲۔ میری بڑی لڑکی امۃ الرشید تا حال بیمار ہے اور مکمل صحت نہیں ہوئی۔ کمزوری زیادہ ہے۔ احباب جماعت سے صحتِ کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(محمود احمد سعید واقفِ زندگی۔ ربوہ)

راولپنڈی ڈویژن میں حضرت سیدہ ام متین اور حضرت سیدہ مہر آپا کا ورود مسعود

مختلف مقامات پر خواتین کے جلسے

از محترمہ امۃ المالک صاحبہ بنت ملک عبد الحمید صاحب قمر راولپنڈی

مورخہ ۱۰ اپریل کو سابق صوبہ سرحد کے چھ روزہ دورے کی تکمیل کے بعد صدر محترمہ حضرت سیدہ ام متین صاحبہ اپنے مختصر سے قافلہ کے ساتھ ایبٹ آباد سے راولپنڈی ڈویژن کے سہ روزہ دورہ پر روانہ ہوئیں۔

کیمبلپور میں جلسہ عام

سب سے پہلے آپ نے کیمبلپور میں قیام فرمایا جہاں بعد از نماز ظہر خواتین کا ایک جلسہ زیر صدارت حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ منعقد ہوا۔ کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ نظم کے بعد محترمہ جنرل سکرٹری صاحبہ لجنہ کیمبلپور نے حاضرات سے مختصر خطاب کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جماعت پر اللہ تعالیٰ کا کتنا بھاری احسان ہے کہ اس نے اپنے ان ناچیز بندوں کو مامور وقت کی شناخت کی توفیق عطا فرمائی۔ سو ہم اللہ تعالیٰ کے اس عظیم احسان کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔ اور قدردانی کا صحیح طریق یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ فرائض کو سمجھیں اور ان سے با حسن عہدہ برآ ہونے کی کوشش کریں۔ ہمیں اپنا تن من دھن اہم دینی خدمات کے لئے وقف کر دینا چاہیئے۔

آپ کی یہ تقریر احمدی خواتین کے علاوہ غیر از جماعت مستورات نے بھی گہری دلچسپی سے سنی۔ اجلاس کے اختتام پر ایک خاتون نے حضرت سیدہ موصوفہ سے وفات مسیح کا مسئلہ دریافت فرمایا۔ آپ نے انتہائی مدلل جواب دیا اور ہر طرح سے ان کی تسلی و تشفی کرانے کی کوشش کی۔

مسجد نور راولپنڈی میں جلسہ عام

کیمبل پور سے حضرت سیدہ موصوفہ راولپنڈی کو روانہ ہوئیں۔ اگلے روز مورخہ ۱۹ اپریل کو صبح ۹½ بجے مسجد نور راولپنڈی میں خواتین کا ایک عظیم الشان جلسہ حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد دو چھوٹی بچیوں نے ترنم کے ساتھ استقبالیہ نظم سنائی۔ اسکے بعد حضرت سیدہ ام متین صاحبہ کی تقریر شروع ہوئی۔ جس میں آپ نے حاضرات کو بہت سی زریں نصائح کیں۔ آپ نے فرمایا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض توحید کا قیام تھا۔ اسی مقصد کی خاطر آپ نے روحانی ہتھیاروں سے مسلح ہو کر عیسائیت کے خلاف ایک بہت بڑا محاذ قائم کیا تا تثلیث کا قلع قمع کیا جائے۔ آپ کے بعد آپ کے خلفاء نے عیسائیت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اب ضرورت ہے کہ کاسر صلیب کی جماعت کا ہر فرد کاسر صلیب ہو۔ لیکن یہ تبھی ہو سکتا ہے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چھوڑے ہوئے عظیم الشان لٹریچر کا گہرا مطالعہ کیا جائے تا اس کے ذریعہ دشمنوں کو دندان شکن جواب دیا جا سکے۔ حضرت اقدسؑ کی کتابوں کو پڑھئے اور بار بار پڑھئے کہ اس سے وہ روحانی خزائن آپ کو ملیں گے جو آپ کے سینوں کو منور اور آپ کے دماغوں کو روشن کر دیں گے . . . .

خطاب کو جاری رکھتے ہوئے حضرت سیدہ مکرمہ نے فرمایا۔ ہماری ہر عورت اور ہماری لجنہ کی ہر ممبر بذات خود اسلام کی مبلغ ہے۔ پس میری بہنو اور میری بچیو جس دن یہ احساس ذمہ داری آپ کے نفوس میں بیدار ہو گا۔ اور جس دن یہ روح آپ کے اندر پیدا ہو گی کہ ہم نے اسلامی تعلیمات پر احسن طریق سے عمل پیرا ہو کر خدا تعالیٰ کے پیغام کو دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچانا ہے۔ یقیناً اور یقیناً وہی اسلام کی فتح کا دن ہو گا کیونکہ اس روح کے نتیجہ میں آپ کے اندر وہ ایمان پیدا ہو جائے گا کہ اس کے ساتھ اگر بڑے سے بڑا پہاڑ بھی ٹکرائے گا۔ تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائے گا۔

آخر میں آپ نے خواتین کو۔ طالبات کو اور ناصرات کو علیحدہ علیحدہ زریں نصائح کیں — آپ کی یہ تقریر کم و بیش ایک گھنٹہ تک جاری رہی اور بڑے انہماک اور دلچسپی سے سنی گئی۔ آپ کے اس بصیرت افروز خطاب کے بعد یہ جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا —

واہ کینٹ میں خواتین کا اجتماع

مسجد نور راولپنڈی میں حاضرات سے خطاب کرنے کے فوراً ہی بعد حضرت سیدہ ام متین صاحبہ اپنے مختصر قافلے سمیت واہ کینٹ روانہ ہوئیں۔ نماز ظہر کے بعد محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ واہ کینٹ کے مکان پر حضرت سیدہ مہر آپا کی زیر صدارت احمدی مستورات کا ایک جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد محترمہ شائستہ صاحبہ نے اپنے معزز مہمانوں کی خدمت اقدس میں سپاسنامہ پیش کیا — اس کے بعد صدر محترمہ حضرت سیدہ ام متین صاحبہ نے باوجود طبیعت کی خرابی کے حاضرات سے خطاب کیا۔

آپ نے فرمایا ہماری لجنہ کو قائم ہوئے ۴۰ سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کی شاخیں ہر جگہ پھیل گئی ہیں۔ واہ کینٹ کی شاخ بھی اگرچہ بیدار ہے لیکن ابھی اس معیار تک نہیں پہنچی جہاں تک اسے پہنچنا چاہیئے لہٰذا آپ لوگوں کو میری سب سے پہلی نصیحت تو یہ ہے کہ اپنی تنظیم کو بہت زیادہ منظم بنائیں۔ آخر میں آپ نے پُر زور الفاظ میں تلقین کی کہ خواتین پر سب سے بھاری ذمہ داری جو عائد ہوتی ہے وہ ہے تربیت اولاد۔ آپ کو چاہیئے اپنے بچوں کی ایسی اعلیٰ تربیت کریں کہ وہ اسلام کے جانباز سپاہی ثابت ہوں۔ محض سکولوں اور کالجوں میں بھیج دینے سے آپ کی ذمہ داری ختم نہیں ہو جاتی۔ ان کو قرآن مجید پڑھائیے ناظرہ کے بعد باترجمہ پڑھائیے تا انہیں معلوم ہو کہ خدا تعالیٰ کن چیزوں سے باز رہنے کا حکم دیتا ہے اور کن احکام کو بجا لانے کی ہدایت کرتا ہے اگر یہ نونہال اسلامی تعلیمات سے بے بہرہ رہ گئے تو ایسا نہ ہو خدا نخواستہ وہ اسلام کی ترقی میں روک بن جائیں۔

حضرت سیدہ موصوفہ کے اس مختصر سے خطاب کے ساتھ ہی کارروائی کا اختتام ہوا بعد میں حضرت سیدہ ام متین صاحبہ اور حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ نے تمام حاضر مستورات اور چھوٹے بچوں سے مصافحہ فرمایا۔ بعد میں تھوڑی دیر تک محترمہ صدر صاحبہ واہ کینٹ کے فلیٹ پر قیام کرنے کے بعد حضرت سیدہ محترمہ واپس راولپنڈی جانے کے لئے روانہ ہوئیں راستے میں آپ نے واہ کینٹ کی زیر تعمیر احمدیہ مسجد میں اجتماعی دعا بھی کرائی۔

جلسہ سیرۃ النبیؐ

اگلے روز مورخہ ۲۰ اپریل کو شام ۴½ بجے مکرم جناب سید میجر مقبول احمد صاحب کی کوٹھی بیت السلام میں سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسہ کا انعقاد ہوا۔ جس کی صدارت صدر پاکستان کے سیکرٹری جناب ایس ایم یوسف کی بیگم صاحبہ نے کی۔ چونکہ اس جلسہ کے لئے وسیع پیمانے پر دعوتی کارڈ چھپوا کر غیر از جماعت مستورات میں تقسیم کئے گئے تھے نیز روزنامہ جنگ۔ روزنامہ تعمیر اور پاکستان ٹائمز میں بھی جلسہ کے انعقاد کے اعلانات شائع ہو گئے تھے اس لئے ہر طبقہ اور ہر خیال سے تعلق رکھنے والی خواتین کی کثیر تعداد نے شمولیت اختیار کی۔

کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ نظم کے بعد محترمہ جنرل سیکرٹری صاحبہ لجنہ راولپنڈی نے دونوں خصوصی مہمانوں اور صدر جلسہ کا تعارف حاضرات سے کرایا۔ اسکے بعد حضرت سیدہ ام متین صاحبہ کی نہایت ہی بصیرت افروز تقریر شروع ہوئی۔ موضوع تھا "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی زندہ نبی ہیں"۔

آپ نے فرمایا کہ نبی تو دنیا میں بہت سے آئے جن پر ہم صدق دل سے ایمان لاتے ہیں۔ لیکن دائمی زندگی کا حق صرف اسی نبی کو ہے جس کا فیضان ابدی ہو اور جس کی قوت قدسیہ سے ہمیشہ کے لوگ فیضیاب ہوتے رہیں۔ اور یہ مقام صرف اور صرف ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو ملا — آپؐ نے انتہائی طور پر خدا تعالیٰ کی راہ میں فنا ہو کر وہ رتبہ حاصل کیا جسے قاب قوسین کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے یعنی آپ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ بن گئے۔ اور خدا تعالیٰ کے فیض کو بندوں تک پہنچانے کا ذریعہ بنے۔

پھر شفاعت کا حق بھی خدا تعالیٰ نے صرف آپؐ ہی کو بخشا ہے۔ اس دنیا میں بھی آپؐ ہی نے شفاعت فرمائی اور آخرت میں بھی آپؐ ہی ہمارے شفیع ہوں گے — آپؐ نے محبت الٰہی میں اتنا بلند مقام حاصل کیا۔

کہ خود خدا تعالیٰ کے فرمان کے مطابق آپؐ کا عاشق خدا کا محبوب اور آپؐ کا غلام ساری دنیا کا سردار بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یعنی اے رسولؐ لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تمہیں اللہ تعالیٰ سے محبت ہے تو آؤ میری پیروی کرو تا وہ بھی تم سے محبت کرنے لگ جائے۔ گویا اب قیامت تک کوئی شخص اللہ تعالیٰ کا مقرب نہیں کہلا سکتا جب تک وہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہ کرتے۔

آپ کی حیات جاودانی کا سب سے بڑا ثبوت تو یہ ہے کہ آپ کا فیضان اب بھی جاری و ساری ہے اور قیامت تک دنیا آپؐ ہی کے فیض سے ہدایت پاتی رہے گی یہ آپؐ ہی کی عدیم المثال قوت قدسیہ ہے کہ ۱۳۰۰ سال بعد بھی ایک شخص نے آپؐ کی کامل اتباع سے خدا تعالیٰ کا اتنا قرب حاصل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مقام ماموریت پر فائز کیا جس نے از سر نو زندہ خدا کا چہرہ ضلالت و گمراہی میں ڈوبی ہوئی مخلوق خدا کو دکھایا۔

تقریر کے آخری حصہ میں حضرت سیدہ موصوفہ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے چند دلائل نہایت ہی احسن پیرایہ میں اور مدلل طریق سے بیان کئے۔

آپ کی یہ تقریر ایک گھنٹہ تک جاری رہی۔ اور ہمہ تن گوش ہو کر سنی گئی ——— بعد میں متعدد غیر از جماعت خواتین کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ ہم نے آج تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق اتنی جامع اور اتنی شاندار تقریر نہیں سنی۔

حضرت سیدہ مہر آپا کا خطاب

حضرت سیدہ ام متین صاحبہ کی تقریر کے بعد حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ کی تقریر شروع کی۔ موضوع تھا "صنف نازک اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم"

آپ نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ سارے جہان کے لئے رحمت بن کر آئے مگر صنف نازک کے لئے تو بالخصوص عظیم الشان ابر رحمت تھے۔ آپ کی بعثت سے قبل عورت کی کوئی قدر و منزلت نہ تھی اس سے سخت بہیمانہ سلوک کیا جاتا تھا معصوم اور شیر خوار بچیوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔ بیوی ورثہ میں تقسیم کر دی جاتی بعض اوقات بوقت نکاح یہ معاہدہ کر لیا جاتا کہ اگر لڑکی پیدا ہوئی تو مار ڈالا جائے گا۔ دنیا میں ہر طرف ضلالت دہریت۔ ظلم و ستم عیاشی اور خونریزی کا دور دورہ تھا ایسی حالت میں مصلح اعظم محسن حقیقی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا آپ نے فرمایا عورت بھی اللہ تعالیٰ کی ویسی ہی مخلوق ہے جیسی مرد۔ اسی طرح آپ نے قومی ذمہ داریوں میں بھی مرد اور عورت کو برابر کا شریک قرار دیا اور فرمایا ایک ایماندار عورت جو احکام شریعت کی پابند ہو جنت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو سکتی ہے ——— پھر بیوی سے حسنِ سلوک کی تاکید فرمائی۔ عورت کے لئے حق وراثت قائم کیا۔ اس کی تعلیم کی طرف توجہ دلائی۔ جس قدر لوگوں نے عورت کو عضو معطل سمجھ رکھا تھا۔ حضورؐ نے اسی قدر اسے عزت بخشی۔ وہ مقام عطا کیا کہ اس کی مثال اسلام کے سوا اور کسی مذہب میں نہیں ملتی ——— الغرض آپ نے عورت کو اتنی عزت و عظمت عطا کی کہ اگر روئے زمین کی تمام عورتیں قیامت تک آپ کے احسانات کو یاد کر کے آپ پر درود بھیجتی رہیں۔ تو بھی کہنا پڑے گا۔

ع حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

حضرت سیدہ موصوفہ کی اس تقریر کے بعد صدر جلسہ بیگم ایس۔ ایم یوسف نے حاضرات کا شکریہ ادا کیا ——— اور اس کے ساتھ ہی سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ عظیم الشان جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

راولپنڈی میں مزید ایک روز قیام فرمانے کے بعد مورخہ ۲۲ راپریل کو صبح ۹ بجے آپ مرکز احمدیت ربوہ روانہ ہوئیں

ممبران اصلاحی کمیٹی ضلع گجرات

مکرم امیر صاحب جماعتہائے احمدیہ ضلع گجرات نے مندرجہ ذیل ممبران کی اطلاع دی ہے۔ یہ ممبران امیر ضلع کے ساتھ مل کر جماعتی تنازعات کو رفع کیا کریں گے احباب جماعت مطلع رہیں۔

۱۔ مکرم چوہدری عنایت اللہ صاحب ہجرا بنگلہ منڈی گجرات شہر
۲۔ مکرم صوبیدار میر نصر اللہ خاں صاحب صدر جماعت احمدیہ شیخ پور
۳۔ مکرم چوہدری منور احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ چک ۱۶

(ناظر اصلاح و ارشاد)

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفس کرتی ہے۔

ننگے سر نماز پڑھنا اسلامی آداب کے منافی ہے

یہ چیز دیکھنے میں آرہی ہے۔ کہ بعض خدام ننگے سر نماز پڑھتے ہیں۔ یہ امر آداب نماز کے خلاف ہے۔ سوائے اشد مجبوری کے کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ پگڑی سے یا ٹوپی سے سر ڈھانک کر نماز پڑھی جاوے۔ اسلامی تہذیب یہی ہے۔ کہ سر ڈھکا ہوا ہو۔ بلکہ عموماً ننگے سر رہنا بھی ایک قسم کی آوارگی کی علامت ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے:۔

وکان صلی اللہ علیہ وسلم یامر بستر الراس
فی الصلوٰۃ بالعمامۃ او القلنسوۃ
وینھی عن کشف الراس فی الصلوٰۃ
ویقول اذا اتیتم المساجد فاتوھا
معصبین والعصابۃ ھی العمامۃ

(کشف الغمہ ص۸۷)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں پگڑی یا ٹوپی سے سر ڈھانکنے کا حکم دیا کرتے تھا اور نماز میں ننگے سر رہنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ جب تم مسجدوں میں آؤ۔ تو معصبین ہونے کی حالت میں آؤ۔ اور العصابۃ کے معنے العمامۃ پگڑی کے ہیں۔ (یعنی پگڑی پہن کر آؤ۔)

پس تمام خدام احباب کی پابندی کریں۔ کہ نماز کے وقت ان کے سر پگڑی یا ٹوپی سے ڈھکے ہوتے ہوں۔ اور ننگے سر نماز پڑھنے کی عادت کو ترک کر دیں۔

(شعبہ تربیت خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

اعلان دار القضاء

مکرم میاں محمد شفیع صاحب حلواتی احمدی ساکن نوشہرہ چھاؤنی کی اہلیہ مسماۃ نور جہاں صاحبہ ساکن نوشہرہ نے درخواست دی ہے کہ میرے خاوند مسمی محمد شفیع صاحب فوت ہو چکے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میرے علاوہ مرحوم کے مندرجہ ذیل ورثہ ہیں۔ (۱) محمود احمد (۲) مبارک احمد (۳) مبشر احمد (۴) منور احمد پسران مرحوم (۵) مسماۃ مسرت جہاں (۶) مسماۃ شمیم جہاں (۷) مسماۃ عابدہ دختران مرحوم۔ میرے خاوند مرحوم کا ایک قطعہ اراضی ۳/۹ دارالنصر غلہ منڈی ربوہ ضلع جھنگ متروکہ ہے جو میں نے اور میری اولاد نے مسمی احمد دین صاحب ساکن ربوہ کو مبلغ ۳۰۰ / ۱۰۰ روپیہ دینے کا فیصلہ کیا ہے اس لئے مذکورہ بالا قطعہ بجائے ورثاء محمد شفیع مرحوم کے نام منتقل کرنے کے میاں احمد دین صاحب مذکور کے نام منتقل کر دیا جائے بالغان ورثاء نے اپنے دستخط ثبت کر دیئے ہیں۔ نابالغان کی طرف سے بالغ افراد ذمہ دار ہیں۔ اس درخواست کی تصدیق محمود احمد صاحب مبارک احمد صاحب اور مبشر احمد صاحب پسران مرحوم نے کی ہے۔ اور مسرت جہاں دختر مرحوم کے بھی دستخط ثبت ہیں۔ نیز مکرم مرزا غلام حیدر صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ نوشہرہ چھاؤنی نے لکھا ہے کہ میں محمد شفیع صاحب مرحوم کو ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ ان کی فوتیدگی کے بعد آٹھ افراد مندرجہ ثبت (مذکورہ بالا) جائز وارث ہیں۔ مسمی مبارک احمد نے یہ بھی لکھا ہے کہ والد صاحب مرحوم مسمی محمد شفیع صاحب ولد خدا بخش صدر بازار نوشہرہ موصی تھے۔ ان کے متروکہ کا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کو دلانے کا فیصلہ کر دیا جائے۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

اگر کسی وارث وغیرہ کو اس پر کسی قسم کا اعتراض ہو تو پندرہ یوم تک اطلاع دی جائے اس کے بعد کوئی اعتراض یا عذر نہیں سنا جائے گا۔ اور میاں احمد دین صاحب مذکور کے نام قطعہ مذکورہ بالا کے انتقال کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔

(ناظم دار القضاء)

کارکنان صدر انجمن احمدیہ کے لئے ضروری اطلاع

کارکنان صدر انجمن احمدیہ کے دینی نصاب کے لئے ۱۲ مئی کا اعلان الفضل ۱۱ مئی ص۵ پر شائع ہو چکا ہے مگر ایک رشادی بنا پر اب امتحان ۱۹ مئی بروز جمعرات ۹ بجے سے ۱۲ بجے تک مسجد مبارک میں ہوگا کارکنان مطلع رہیں۔ نظارت علیا کی طرف سے سرکلر ہو چکا ہے (ناظر اصلاح و ارشاد)

وصایا

نوٹ :۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز اور صدر انجمن احمدیہ قادیان کی منظوری سے قبل صرف اس لئے شائع کی جاری ہیں تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو پندرہ دن کے اندر اندر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۱۳۴۹۷ :- میں عائشہ بی زوجہ بی ایچ اسماعیل صاحب قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۴۱ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۴ء ساکن مرکرا ڈاک خانہ خاص ضلع مرکرا صوبہ میسور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶۴/۱۲/۱۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد غیر منقولہ اس وقت کوئی نہیں ہے منقولہ جائداد حسب ذیل ہے حق مہر بذمہ شوہر ۔/۵۲۵ روپے (۲) زیور طلائی چوڑیاں ایک عدد چار تولہ کنگن چار عدد وزن اندازاً تین تولہ پھول پون تولہ جملہ زیور طلائی پونے ۸ تولے قیمت اندازاً ایک ہزار روپیہ میں اپنی اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میری وفات کے وقت میری جو جائداد ہو گی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

الامۃ عائشہ بی موصیہ

گواہ شد :- جی کے فخر الدین ولد پکا باسا کن ہل روڈ مسجد احمدیہ مرکرا۔

گواہ شد :- بی ایچ اسماعیل شوہر موصیہ ولد محی الدین ساکن ہل روڈ مرکرا۔

نوٹ :- میرے والد کی کچھ جائداد تعلقہ منگلور میسور سٹیٹ میں بھی ہے موضع کا نام گنجی مٹ ہے یہ جائداد ہم چھ بہنوں اور پانچ بھائیوں میں مشترک ہے۔ یہ جائداد ابھی تقسیم نہیں ہوئی جب تقسیم ہو گی تفصیل دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو اطلاع دے دی جاوے گی اور اس پر بھی میری مذکورہ بالا وصیت حاوی ہو گی۔

الامۃ عائشہ بی موصیہ

گواہ شد : جی کے فخر الدین۔

گواہ شد :- بی ایچ اسماعیل شوہر موصیہ۔

نمبر ۱۳۴۹۹ :- میں بی ایچ اسماعیل ولد محی الدین صاحب قوم احمدی پیشہ تجارت عمر ۴۷ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۱ء ساکن مرکرا ڈاک خانہ خاص ضلع مرکرا صوبہ میسور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶۴/۱۲/۱۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت غیر منقولہ جائداد حسب ذیل ہے :-

(۱) محلہ ریس کورس شہر مرکرا میں چالیس سینٹ زمین سفید جس کی قیمت مبلغ چودہ صد روپیہ ہے۔ (۲) مرکرا سے آٹھ میل دور موضع نلا ہری کرشنداں گرام تحصیل سومر پیٹ میں چار ایکڑ پچاس سنٹ زمین جس میں جنگل ہے۔ میری ملکیت ہے اسے میں نے ۔/۷۰۰ روپیہ میں خریدا ہے (۳) میرے گاؤں موضع کارکڈاما لوک بڑدال گرام ہوبلی ساؤتھ کنارا میسور اسٹیٹ میں میری جدی جائداد ہے جو ابھی تک غیر منقسم ہے۔ میرے والد صاحب فوت ہو چکے ہیں اور والدہ صاحبہ زندہ ہیں یہ جائداد ابھی والد صاحب کے نام ہے۔ آئندہ ہم تین بھائیوں اور تین بہنوں کی مشترکہ ملکیت ہو گی۔ یہ جائداد حسب ذیل ہے۔

(۱) جس کی قیمت اندازاً تین ہزار روپیہ ہے (ب) زرعی زمین ناقص قسم ۱/۲ ۱۴ ایکڑ ہے جس کی قیمت ۔/۱۰۰ روپیہ ہے (۴) علاوہ ازیں اس گاؤں میں میری ذاتی زمین ۳۵ سینٹ خرید کردہ ہے جس کی قیمت ۔/۱۰۰ روپیہ ہے۔

منقولہ جائداد میں میرے پاس ایک رگ گاڑی ہے جس کی موجودہ قیمت ۔/۱۵۰۰۰ روپیہ میں اپنی اس تمام جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ مجھے اس رگ کے ذریعے سے اندازاً ۔/۱۵۰ روپیہ ماہوار آمد ہوتی ہے۔ میں اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ زمین مذکورہ میں سے مجھے کوئی آمدنی نہیں ہوتی۔ میری وفات کے وقت میری جو جائداد ہو گی اس کی بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبد : بی۔ ایچ اسماعیل موصی۔

گواہ شد :- مولوی عبد السلام ولد کے محمد کنجو ساکن کرناٹک حال مسجد احمدیہ مرکرا

گواہ شد :- جی کے فخر الدین ولد پکا با ساکن ہل روڈ مرکرا۔

نمبر ۱۳۵۷۶ :- سید میر احمد صادق ایم اے ولد سید حسین صاحب فاروقی قوم احمدی پیشہ ملازمت سرکاری عمر ۳۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن حیدر آباد ڈاک خانہ خاص ضلع حیدر آباد (آندھرا) بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶۴/۱۱/۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے :-

(۱) ۱۹ ایکڑ زرعی زمین جس کے ۹ ایکڑ رقبہ میں پھل دار باغ ہے اور اس باغ کے اندر ایک مکان بھی ہے اور باغ کے اندر سپلائی مع الیکٹرک پمپ سیٹ ہے ان کی اندازاً موجودہ قیمت حسب ذیل ہے :-

(۱) زمین زرعی دس ایکڑ قیمت ۔/۱۵۰۰ روپیہ (ب) باغ پھل دار نو ایکڑ مع مکان ۔/۱۵۰۰۰ روپیہ ہے ج۔ پمپ سیٹ ۔/۲۰۰۰ روپیہ ہے یہ مذکورہ بالا تمام جائداد موضع جڑچرلہ ضلع محبوب نگر اندھرا پردیش میں واقع ہے اور میری ملکیت ہے

۲۔ منقولہ جائداد میرے پاس (۱) ایک عدد موٹر سائیکل [illegible] ۱۹۶۲ء ماڈل ہے جس کی قیمت ۔/۳۰۰۰ روپیہ ہے (ب) اثاث البیت کی قیمت مبلغ ایک ہزار روپیہ ہے گویا جملہ جائداد کی قیمت ۔/۲۲۵۰۰ روپیہ ہے میں اس ساری جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں میری وفات کے وقت میری جائداد جو ہو گی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔

اس کے علاوہ میں سرکاری ملازمت میں ہوں جس سے مجھے ۔/۳۴۲ روپے ماہوار تنخواہ ملتی ہے اور مذکورہ بالا زرعی جائداد سے اندازاً ۔/۱۰۰ روپیہ سالانہ آمد ہوتی ہے میں ان تمام موجودہ و آئندہ آمد کے بھی ۱/۱۰ حصہ وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبد : میر احمد صادق موصی۔

گواہ شد :- سیٹھ معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد دکن۔

گواہ شد :- سیٹھ رشید احمد ولد سیٹھ محمد حسین صاحب مرحوم محلہ [illegible] حیدر آباد دکن۔

نمبر ۱۳۵۸۵ :- میں سید عمر ولد سید حسین قوم احمدی پیشہ تجارت عمر ۳۲ سال تاریخ بیعت :- پیدائشی احمدی ساکن حیدر آباد ڈاک خانہ خاص ضلع حیدر آباد صوبہ آندھرا۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶۴/۱۱/۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے :-

(۱) دو فیکٹریاں بنام سٹار لون اینڈ فرنیچرز کمپنی بمقام کاچی گوڑہ حیدر آباد و ہمدرد نگر حیدر آباد۔ مع مکانات جو فیکٹریوں کے احاطوں میں ہیں ان کی جملہ قیمت ڈیڑھ لاکھ روپیہ ہے یہ فیکٹریاں ہم دو بھائیوں اور ہمارے والد صاحب محترم میں مشترک بحصہ برابر ہے گویا میرا حصہ ۱/۳ ہے میں اپنے حصہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں میری وفات کے وقت میری جو جائداد ہو گی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ مجھے اس تجارتی کاروبار سے اندازاً ۔/۴۰۰ روپیہ ماہوار آمد ہو جاتی ہے۔ میں اپنی موجودہ و آئندہ کی آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبد :- سید عمر موصی۔

گواہ شد :- سید جہانگیر احمد برادر موصی ولد سید حسین ساکن کاچیگوڑہ حیدر آباد

گواہ شد :- سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ لال ٹیکری حیدر آباد دکن۔

موتیابند (CATARACT)
سے نجات
آنکھ میں ڈالنے اور کھانے کی دوا سے صاف ہو سکتا ہے بشرطیکہ نظر ابھی کام دے رہی ہو۔
کیٹرکٹ کیور (CATARACT CURE)
چھ ماہ کورس ۔/۲۵ روپے نصف کورس ۔/۱۴ روپے۔ دو ہفتہ ۔/۱۳
ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی ربوہ

احباب ہمیشہ اپنی قابل اعتماد سروس
پرنس
ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ لاہور
کی آرام دہ بسوں
میں سفر کر کے دیکھیں

اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کو ہمیشہ کے لئے مقام امن بنایا ہے

امن دینے کے لحاظ سے خانہ کعبہ کو جو خصوصیت حاصل ہے اسکی مثال دنیا میں کہیں نہیں ملتی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ البقرہ کی آیت وَ اِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَ اَمْنًا (۱۲۶) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"اَمْنًا کے دوسرے معنے ... میں آنے والے کے ہیں۔ یہ ... بھی خانہ کعبہ پر چسپاں ہوتے ہیں ... دشمنوں کے بار بار کے منصوبوں کے ... یہ مقام خدا تعالیٰ کی مدد سے ... ظ چلا آتا ہے۔ حکومتوں کے بعد ... میں بدلیں اور ملکوں کے بعد ... برباد ہوئے۔ لیکن بیت اللہ ... کے حملوں سے محفوظ اور ... امن ہی رہا۔ پھر دنیا کی کوئی ... ایسی نہیں جس کا معبد ہمیشہ ... کے قبضے میں رہا ہے۔ یروشلم ... دیوں اور مسیحیوں کا متبرک مقام ... ایک ہزار سال سے زیادہ عرصہ ... مسلمانوں کے قبضہ میں رہا۔ ہردوار ... بنارس جو ہندوؤں کے متبرک مقامات ہیں چھ سات سو سال تک مسلمانوں کے قبضہ میں رہے اور پھر انگریزوں کے قبضہ میں چلے گئے۔ اسی طرح گیا جو بدھوں کا متبرک مقام ہے پہلے مسلمانوں کے قبضہ میں رہا۔ پھر انگریز اس پر قابض ہوئے اور اب ہندوؤں کا اس پر قبضہ ہے۔ یہی حال جینیوں کا ہے۔ ان کے معبد کبھی کسی کے قبضہ میں رہے اور کبھی کسی کے قبضہ میں۔ مگر خانہ کعبہ صرف مسلمانوں ہی کے ہاتھ میں رہا اور کبھی کوئی غیر حکومت اسے اپنے قبضہ میں لینے میں کامیاب نہیں ہوئی۔ پس یہ ہمیشہ مقام امن ہی رہا۔

امن دینے کے لحاظ سے جو خانہ کعبہ کو خصوصیت حاصل ہے اس کی مثال بھی دنیا میں کہیں نہیں ملتی وہاں ہر چیز کو امن حاصل ہے۔ یہاں تک کہ جانوروں کو بھی امن حاصل ہے اور ان کا شکار منع ہے بلکہ درختوں کا کاٹنا تک منع ہے سوائے اِذخر گھاس کے۔ انسانوں کو یہ امن حاصل ہے کہ حدود حرم میں لڑائی ممنوع ہے۔ اور پھر انسان کو تقویٰ اور روحانیت کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ کی حفاظت حاصل ہوتی ہے وہ مزید براں ہے۔"

(تفسیر سورہ بقرہ ۱۶۷-۱۶۶ ص)

اعلان

اہل ربوہ کی آگاہی کے لئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ حکومت مغربی پاکستان کے "بکریوں پر پابندی کے آرڈیننس ۱۹۵۹ء" کے تحت سرکاری جنگلات کے اردگرد پانچ میل تک کے رقبہ میں بکریاں چرانا ممنوع ہے۔

(چیئرمین ٹاؤن کمیٹی ربوہ)

امریکہ بھارت کو یورینیم دے گا

نئی دہلی ۱۸ اپریل۔ باخبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ امریکہ بھارت کو ایک ارب روپے سے زائد کا یورینیم فراہم کرے گا۔ واضح ہے کہ یورینیم کی دھات ایٹم بم بنانے میں استعمال ہوتی ہے۔

مقبوضہ کشمیر میں وسیع پیمانے پر مسلمانوں کی گرفتاریاں

بم سے ہلاک ہونے والوں کی تعداد تین تک پہنچ گئی

نئی دہلی ۱۸ مئی۔ مقبوضہ کشمیر کے نام نہاد وزیر اعظم مسٹر جی ایم صادق پر قاتلانہ حملے کے بعد بارہ مولا میں وسیع پیمانے پر مسلمانوں کو گرفتار کیا جا رہا ہے۔ مسٹر جی ایم صادق کو پرسوں ایک جلسہ عام میں بم مار کر ہلاک کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ بم پھٹنے سے ہلاک ہونے والوں کی تعداد اب "تین تک پہنچ گئی" ہے

بھارت کے وزیر داخلہ مسٹر گلزاری لال نندا نے کل بھارتی پارلیمنٹ میں بتایا کہ جی ایم صادق پر قاتلانہ حملہ کے سلسلہ میں بہت سے لوگ گرفتار کئے گئے ہیں۔ انہوں نے گرفتار شدگان کی تعداد ۲۷ بتائی ہے۔ راجیہ سبھا میں ارکان کے سوالوں کا جواب دیتے ہوئے مسٹر نندا نے کہا کہ بم پھٹنے سے تین افراد ہلاک اور ۳۵ زخمی ہوئے ہیں۔ دو زخمی کل ہسپتال میں جا کر مر گئے تھے زخمیوں میں ۴ پولیس والے اور دو ہوم گارڈ کے ارکان بھی شامل ہیں۔

دریں اثناء مسٹر جی ایم صادق کل سری نگر سے نئی دہلی پہنچ گئے۔ وہ بھارتی حکومت سے مقبوضہ کشمیر کی موجودہ صورت حال کے بارے میں بات چیت کریں گے۔

ادھر سری نگر میں یہ افواہ گشت کر رہی ہے کہ جی ایم صادق پر بم پھینکنے کے واقعہ کے پس پردہ ریاست کے نام نہاد صدر کرن سنگھ اور ان کے حامی ڈوگرہ راجپوتوں کا ہاتھ ہے یہ لوگ مسٹر صادق کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ ڈوگروں میں مسٹر جی ایم صادق کے خلاف اشتعال ان کے ایک حالیہ بیان پر پھیلا ہے جس میں انہوں نے کشمیر کے سابق حکمران خاندان پر بھرپور حملے کئے تھے اور اسے قابل نفرت قرار دیا تھا اس بیان کے بعد وزیر اعلیٰ کو دھمکیاں دی جا رہی تھیں۔ اسی سلسلے میں ہی مسٹر ریم ناتھ ڈوگرہ اور دوسرے انتہا پسند لیڈروں نے وزیر اعلیٰ پر شدید نکتہ چینی کی تھی انہوں نے کہا تھا کہ جی ایم صادق اپنی زبان کو لگام دیں ورنہ انہیں سنگین نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا۔

فضل عمر فاؤنڈیشن (بقیہ ص اول)

... تحریک کرتا ہوں کہ وہ سلسلہ کی دیگر ... تحریکات کی طرح فضل عمر فاؤنڈیشن کی ... مبارک تحریک میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور اس طرح اس شدید محبت و عقیدت کا اظہار کریں جو انہیں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات ستودہ صفات سے تھی۔ اس مبارک تحریک میں حصہ لینا ایک طرف سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اظہار عقیدت و محبت اور دوسری طرف سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آواز پر لبیک کہہ کر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے اخلاص و عقیدت مندی اگری ... وابستگی اور دلی محبت کا ثبوت ہو گا۔ تیسری طرف سلسلہ احمدیہ اور اسلام یعنی مسیح معنوں میں کل بنی نوع انسان کی خدمت ہو گی اور چوتھی طرف اس میں حصہ لینے والوں کے لئے ان کی اولاد دل اور بزرگوں کے لئے ہمیشہ جاری رہنے والے ثواب کا موجب ... فاؤنڈیشن سے جو کام ہوں گے وہ انشاء اللہ قیامت تک جاری رہنے والے ہوں گے۔

پس اس میدان میں بھی جماعت کے نوجوان ہاں وہ نوجوان جنہوں نے اور جن کے بزرگوں نے حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعاؤں اور حضور کی توجہ اور شفقت سے دین و دنیا کے حسنات سے حصہ وافر پایا ہے آگے بڑھیں اور اس تحریک میں کم از کم ایک ماہ کی تنخواہ پیش کریں۔ جو انہیں تین سال کے عرصہ میں ادا کرنا ہو گی جو دوست اس سے زیادہ رقم کے وعدے کر سکیں وہ اسی قدر زیادہ ثواب کے مستحق ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ جماعت کے مخلص نوجوانوں کے اخلاص میں برکت دے انہیں اپنی رضا کی راہوں پر چلائے اور ہر نیک تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔